وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ

عِلْمُ التَّرْتِیْل

از

محمد الیاس الاعظمی

شائع کردہ

دانش بُک ڈپو

ٹانڈہ ضلع امبیڈکر نگر (یو۔پی)

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝

علم الترتیل

اس میں حضرت مولانا قاری محب الدین احمد صاحب الہ آبادی کی کتاب 'تحفۃ المبتدی' اور 'جامع الوقف' میں کئے گئے سوالات کے مفصل جوابات تحریر کئے گئے ہیں۔

از
محمد الیاس الاعظمی

شائع کردہ
دانش بکڈپو ٹانڈہ۔ ضلع امبیڈکر نگر

۱۔ نام کتاب ——— : علم الترتیل

۲۔ مرتب ——— : محمد الیاس الاعظمی ایم، اے

۳۔ کاتب ——— : ابوالحسنات

۴۔ مصحّح ——— : مولانا محمد اختر حسین صاحب قاسمی

۵۔ ناشر ——— : دانش بکڈپو ٹانڈہ ضلع امبیڈکر نگر

۶۔ مطبعہ ——— : نشاط آفسیٹ پریس ٹانڈہ

۷۔ تعداد باراول : ایک ہزار

۸۔ تاریخ طباعت : دسمبر ۱۹۹۶ء

۹۔ قیمت ——— : ۱۲ روپیہ

ملنے کے پتے

فلاحی بک ڈپو مسافرخانہ روڈ۔ تکیہ اعظم گڈھ۔	مدرسہ اسلامیہ انورگنج (مہراج پور) اعظم گڈھ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پیش لفظ

علم الترتیل میں ان سوالات کے جوابات تحریر کئے گئے ہیں جو حضرت مولانا قاری محب الدین احمد صاحب رح الہ آبادی کی کتاب "تحفۃ المبتدی اور جامع الوقف میں کئے گئے ہیں گو یہ سوالات مبتدیوں کو فن تجوید کے اصول و قواعد ذہن نشین کرانے کی غرض سے تحریر کئے گئے ہیں لیکن یہ سوالات فنی اور لسانی نقطۂ نظر سے قدرے مشکل اور اصطلاحات ومحاورات سے پُر ہیں جن سے طلبہ کو بڑی زحمت و دشواری ہوتی ہے۔

راقم الحروف عرصہ سے محسوس کر رہا تھا کہ ان سوالات کے صحیح جوابات آسان زبان اور عام فہم انداز میں تحریر کر دیے جائیں تاکہ طلبہ کو جو زحمت و پریشانی ہوتی ہے اس سے انہیں نجات مل جائے اب انشاء اللہ تعالیٰ اس کتابچہ سے یہ ضرورت پوری ہو جائے گی۔

چونکہ تحفۃ المبتدی اور جامع الوقف قاری محب الدین احمد صاحب رح کی تصنیف ہے اور انہی دونوں مختصر کتابوں سے علم الترتیل کا تانا بانا بنا گیا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ قاری صاحب کے حالات زندگی بھی قدرے تفصیل سے قلم بند کئے جائیں چنانچہ ایک مفصل مضمون قاری صاحب کی عظیم شخصیت ان کے ایثار و قربانی اور دوسرے کارناموں اور خدمات پر لکھ کر شامل کتاب کیا گیا ہے امید ہے یہ مضمون سبق آموز ہوگا۔

اسے حضرت مولانا قاری محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ العالی (صدر شعبۂ تجوید و قرأت مدرسہ ریاض العلوم جونپور) نے بالاستیعاب دیکھا اور پسند فرمایا ہے اور بعض جگہوں پر ترمیم و اضافہ بھی کیا ہے جس سے اس کتابچہ کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے

یہ راقم الحروف کی پہلی اور زمانہ طالب علمی کی کاوش ہے اس لئے اہل فکر و نظر سے درخواست ہے کہ وہ اس کی معمولی فروگذاشتوں کو نظرانداز کر کے اپنے مفید اور زریں مشوروں سے ضرور نوازیں گے۔

یہ کتابچہ پہلے پہل راقم کی کتاب اسہل التجوید کے ساتھ شائع ہوا تھا مگر اب بزرگوں دوستوں اور شائقین فن کی خواہشوں کا احترام کرتے ہوئے اسے دوبارہ عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے امید ہے اسے بھی اسہل التجوید کی طرح پسندیدگی کی نظر گاہ سے دیکھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے۔

خاکسار

محمد الیاس الاعظمی (ایم اے)

مہراج پور (انور گنج) اعظم گڑھ

قاری محب الدین احمد صاحبؒ

حیات و خدمات

قاری محب الدین احمد صاحب الہ آبادیؒ ان چند عظیم لوگوں میں سے ایک ہیں جنھوں نے علم قرارت و تجوید کی ترویج و ترقی اور فروغ و اشاعت میں اہم اور نمایاں کردار ادا کیا، موصوف فن قرارت کے زبردست عالم اور بالغ نظر قاری تھے، مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ مرحوم کے سلسلہ کی آخری کڑی تھے، فن قرارت میں آپ کی خدمات بے نظیر و بے مثال ہیں، حضرت مولانا قاری ضیاء الدین صاحبؒ الہ آبادی (۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء - ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء) کے فرزند ارجمند اور شاگرد رشید ہیں، والد ہی کی طرح مختلف النوع خصوصیات کے مالک تھے، ذیل میں ان کا سوانحی خاکہ پیش کیا جاتا ہے:

ولادت، وطن اور خاندان

قاری محب الدین احمد صاحبؒ ۱۹۰۴ء میں قصبہ احمد آباد عرف نارا ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے، آپ کے والد قاری ضیاء الدین صاحبؒ الہ آبادی ایک متبحر عالم، محقق قاری، اور بے مثل صوفی تھے، امام القراء قاری عبدالرحمٰن صاحب مکی کے مشہور تلامذہ میں سے تھے، ان کے اساتذہ میں مولانا فاروق چریاکوٹی، مولانا احمد حسین صاحب

امروہویؒ، امام القراء قاری عبدالرحمن صاحب مکی اور مولانا منیر الدین صاحب الٰہ آبادیؒ وغیرہ شامل ہیں، مولانا منیر الدین صاحبؒ آپ کے چچا تھے جو ایک باصلاحیت عالم تھے۔

قاری ضیاء الدین احمد صاحبؒ کے مشہور تلامذہ میں شیخ القراء مولانا قاری ریاست علی صاحب بحری آبادی شیخ الحدیث دارالعلوم مئو، مولانا قاری غلام مصطفیٰ صاحبؒ پروفیسر سندھ یونیورسٹی پاکستان اور مولانا قاری محب الدین احمد صاحبؒ وغیرہ شامل ہیں۔

قاری ضیاء الدین احمد صاحبؒ تاحیات علم قرأت وتجوید کی خدمت انجام دیتے رہے، اور اس علم کی خدمت کرنے والوں کی ایک جماعت تیار کی جو الحمدللہ آج بھی ملک کے گوشے گوشے میں سرگرم عمل ہے، اور معمولی معمولی مشاہرے پر خدمت قرآن انجام دے رہی ہے ؎

جزا اللہ بالخیرات عنا أئمۃ
لنا نقلوا القرآن عذبًا وسلسلا

تدریسی خدمات کے علاوہ تحریری خدمات بھی انجام دیں، اور علم قرأت وتجوید میں کئی کتابیں تصنیف کیں، اردو میں اس فن کی کوئی آسان کتاب موجود نہ تھی، اس ضرورت کے پیش نظر "ضیاء القراءۃ" تصنیف کی جو آج اردو زبان میں علم تجوید کی معرکۃ الآراء کتاب ہے، اور مدارس اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہے،

ایک کتاب "خلاصۃ البیان" کے نام سے عربی زبان میں تصنیف کی تھی، جو دارالعلوم دیوبند کے علاوہ ملک کے اور بہت سے مدرسوں کے نصاب میں داخل ہے، اپنی تصنیف خلاصۃ البیان اور علامہ شاطبیؒ (۵۳۸ھ ۔ ۵۹۰ھ) کی مشہور و معروف کتاب قصیدۂ شاطبیہ کی نامکمل شرحیں بھی لکھی تھیں، غرضیکہ اس فن کی آپ نے بہت خدمت کی، مولانا محمد عثمان صاحب معروفی لکھتے ہیں:

"ہندوپاک میں قرارت کا چرچا بڑی حد تک آپ ہی کی ذات سے ہے ایک جید قاری ہونے کے ساتھ ساتھ آپ متبحر عالم بھی تھے، درس نظامی کی کتابیں بلاتکلف پڑھاتے تھے۔" (حالات المصنفین ص ۳۹)

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاسمی مدیر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا قاری ضیاء الدین (صاحبؒ) ان اصحاب درس میں سے ہیں جن کے سلسلہ کی وسعت پورے ملک کو گھیرے ہوئے ہے ..... ہندوپاک کے گوشے گوشے میں آپ کے تلامذہ پھیلے ہوئے ہیں۔" (تذکرۂ علمائے اعظم گڈھ ص ۹۰

قاری ضیاء الدین احمد صاحبؒ سنہ ۱۲۹۰ھ مطابق سنہ ۱۸۷۳ء میں قصبہ احمد آباد عرف نارا ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے، اور ۷، ربیع الثانی سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۰، جنوری سنہ ۱۹۵۲ء میں وفات پائی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

قاری محب الدین صاحبؒ کے دادا منشی عبدالرزاق صاحب الہ آبادی اور ان کے ایک بھائی مولانا منیر الدین صاحبؒ تھے، جو ایک باصلاحیت عالم تھے، قاری ضیاء الدین صاحب کے چار صاحبزادے تھے اور سب کے سب قاری تھے، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ حافظ ریاض الدین صاحب　　۲۔ قاری عصام الدین صاحب

۳۔ قاری مستجاب الدین صاحب　　۴۔ قاری محب الدین صاحب

قاری محب الدین صاحب کے دوسرے بھائی قاری عصام الدین صاحب کو بھی فن قرارت سے بڑی دلچسپی تھی، قاری محب الدین صاحب کے مشہور کتابچہ معرفۃ التجوید میں پیش لفظ مشورہ کے عنوان سے لکھا ہے مدرسہ جامع العلوم کانپور میں تدریسی خدمت انجام دے چکے ہیں، قاری محب الدین احمد صاحب کے ایک صاحبزادے قاری احمد ضیاء صاحب ازہری ہیں، جو لکھنؤ میں مقیم ہیں۔

قاری محب الدین صاحب نے اپنی مشہور کتاب تنویر المرآۃ شرح ضیاء القرارت تصنیف کر کے جب طباعت کے لیے مسودہ مطبع مجیدی کو بھیجا، جہاں لاپرواہی کی وجہ سے مسودہ گم ہوگیا جس کی وجہ سے قاری صاحب پر بددلی طاری ہوگئی، اس وقت قاری عصام الدین صاحب ہی نے اصرار پر اصرار اور تقاضے پر تقاضا کر کے دوبارہ لکھنے پر مجبور کیا،

جس کا ذکر قاری صاحب نے ضمناً کتاب میں کیا ہے۔

تعلیم

قاری صاحب کی ابتدائی تعلیم گھر کے علمی و دینی ماحول میں ہوئی، بعد ازاں امام القرار مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب مکی سے استفادہ کیا، قرارت کی مکمل تعلیم روایت امام حفص تا عشرہ کبیرہ اپنے والد مولانا قاری ضیار الدین احمد صاحب الہ آبادی سے حاصل کی اور سند فراغت لی، بعد میں دوسرے مروجہ علوم و فنون کی تحصیل کیلئے مولانا عبدالکافی صاحب بانی مدرسہ سبحانیہ الہ آباد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا، اور درس نظامی کی بعض کتابوں کا درس لیا۔

اِن اساتذہ میں سب سے لائق و فائق، ذی علم، بالغ نظر قاری عبدالرحمٰن صاحب ؒ مکی کی شخصیت ہے، موصوف کی شخصیت ہندوستان میں علم قرارت و تجوید کے فروغ و اشاعت کی بنیاد بنی، انھوں نے مدرسہ احیار العلوم الہ آباد میں بیٹھ کر اس فن کی بڑی قدر کی اور اپنی پوری زندگی کو اس فن کی ترویج و ترقی کے لیے وقف کر دیا تھا، اور سعی بہیم سے خدام کلام اللہ پیدا کیے، جن میں مولانا قاری عبدالوحید صاحب ؒ (۱۲۹۶ھ ۱۳۶۶ھ) صاحب "ہدایۃ الوحید فی علم التجوید" سابق مدرس دارالعلوم دیوبند، اور مولانا قاری ضیار الدین صاحب الہ آبادی کے نام قابل ذکر ہیں قاری عبدالوحید صاحب ؒ بھی گوناگوں خصوصیات کے حامل تھے،

ان کے تلامذہ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دار العلوم دیوبند، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی مفسر قرآن، مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ، قاری محمد یحییٰ شفیع صاحبؒ تھانوی اور قاری عتیق احمد صاحبؒ سابق مدرس دار العلوم دیوبند وغیرہ شامل ہیں۔

قاری عبد الرحمن صاحبؒ مکی نے دو کتابیں بھی لکھی تھیں، فوائد مکیہ آپ کی مشہور کتاب ہے، دوسری کتاب افضل الدار ہے، جو علامہ شاطبیؒ کے قصیدۂ رائیہ کی عالمانہ و محققانہ شرح ہے۔

مدرسی تکمیل تعلیم کے بعد ۱۳۴۸ھ میں مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں مدرسی پر مامور ہوئے، جہاں تعلیم و تعلم دونوں سلسلوں کو جاری رکھا، یہاں تقریباً ۳۲ یا ۳۳ سال تک تدریسی خدمت انجام دیتے رہے، یہ ان کی مستقل مزاجی اور علم دوستی کا بین ثبوت ہے۔

دوران مدرسی تصنیفی کام بھی کرتے رہے، لیکن طلبہ کو نہایت محنت اور جانفشانی سے تعلیم دیتے تھے، پڑھانے کا انداز بڑا دلآویز اور دلکش تھا جس کی وجہ سے طلبہ بہت متاثر ہوتے تھے، مدرسہ سبحانیہ میں آپ سے پہلے آپ کے والد قاری ضیاء الدین احمد صاحب تدریسی خدمات انجام دے چکے تھے، ۱۹۶۱ء میں مدرسہ سبحانیہ کی مدرسی ترک کردی، اور مدرسہ تجوید الفرقان دریائی ٹولہ لکھنؤ میں تشریف لائے اور شیخ التجوید مقرر

ہوئے، مدرسہ تجوید الفرقان لکھنؤ میں ۱۹۶۱ء سے ۱۹۷۸ء تک
مسلسل سترہ سال تک شعبۂ تجوید وقرارت کی مسند صدارت پہ جلوہ افروز
رہے، یہاں کی مدرسی میں بھی وہی نیک جذبہ اور خلوص پنہاں تھا جو
مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں تھا، یہاں بھی بڑی محنت ولگن سے علم قرارت
وتجوید کی خدمت کی، اور بے شمار لوگوں کو قاریٔ قرآن بنادیا، الہ آباد کے
بعد لکھنؤ میں بھی بے شمار قاری پیدا کردیے، یہ آپ کی انتھک کوششوں
اور محنتوں کا نتیجہ تھا، مدرسہ سبحانیہ کی طرح یہاں بھی آپ کے چشمۂ فیض
سے مستفیض ہونے والوں کی تعداد بڑی لمبی ہے، اور بعض بڑی شہرت
وعزت رکھتے ہیں۔

۱۹۷۸ء میں مدرسہ تجوید الفرقان کو بھی خیرباد کہہ دیا اور مرکزی دارالقرأت
کے نام سے لکھنؤ میں ایک مدرسہ قائم کیا، جس میں تقریباً دو سال تک تدریسی
خدمات انجام دیتے رہے، یہاں بھی بہت سے لوگوں نے کسب فیض کیا

تلامذہ

قاری محب الدین صاحبؒ نے تقریباً باون برس تک
علم قرارت وتجوید کی خدمت کی، اس دوران بے شمار
لوگوں نے استفادہ کیا، ۵۲ سالہ خدمت قرآن بہت بڑا کام ہے، آپکے
تلامذہ کثیر التعداد ہیں، چند اہم اور نامور تلامذہ کا مختصر تعارف کرایا جاتاہے

تلامذہ مدرسہ سبحانیہ الہ آباد:

۱۔ مولانا قاری مفتی الحاج محمد حسین صاحب چشتی: آپ فن قرارت کے ماہر اور محقق ہیں، اس فن پر بڑا عبور اور گہری نظر ہے، مدرسہ بیت العلوم مالے گاؤں ضلع ناسک اور جامعہ تجوید وقرارت میں تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں، کئی کتابوں کے مصنف ہیں: (۱) تیسیر الطبع فی اجرار السبع (۲) مفید الاطفال (۳) مفید الاقوال شرح تحفۃ الاطفال آپ کی علمی یادگار ہیں۔

۲۔ مولانا قاری ظہیر الدین صاحب معروفی اعظمی: قاری صاحب بلند پایہ عالم، بے مثل صوفی اور محقق قاری تھے، ضلع اعظم گڈھ کا مردم خیز قصبہ پورہ معروف آپ کا وطن ہے، آپ نے بھی اس فن کی بہت خدمت کی علم قرارت میں کئی کتابیں تصنیف کیں: (۱) احیار المعانی اول (۲) احیار المعانی دوم (۳) اجرار السبعۃ المتواترۃ فی سورۃ الفاتحۃ والبقرۃ، آپ کی علمی یادگار ہیں ان کتابوں کا شمار فن قرارت کی عمدہ کتابوں میں ہوتا ہے، اور بعض مدارس کے نصاب میں داخل ہیں، موصوف ۱۴ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ کو پورہ معروف ضلع اعظم گڈھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ کو پورہ معروف میں انتقال کیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف نے پوری زندگی درس وتدریس میں گذاری اور اکثر وبیشتر حصہ مشرقی یو۔پی کی مشہور درسگاہ جامعہ عربیہ احیار العلوم مبارکپور میں گذارا

مبارک پور میں فن تجوید و قرارت کی ترویج و اشاعت حضرت قاری صاحب کی مرہون منت ہے، احیار المعانی کے دونوں حصے قاری صاحب نے احیار العلوم ہی میں رہ کر تصنیف کیے تھے، اور دونوں کے نام میں بھی احیار العلوم کی طرف انتساب کا خاص لحاظ رکھا ہے۔

۳۔ قاری محمد عثمان صاحب اعظمی: موصوف کی فن قرارت میں ایک کتاب مصباح التجوید ہے۔

۴۔ مولانا قاری احمد ضیار ازہری: موصوف قاری محب الدین صاحب کے صاحبزادے ہیں، خاندانی قاری ہیں، فن قرارت سے بڑا گہرا تعلق ہے، اس کی خدمت میں کوشاں ہیں، دو کتابوں جامع القرارۃ وضیار الترتیل کے مصنف ہیں، مرکزی دار القرارت غالباً انھی کی سرپرستی میں چل رہا ہے۔

۵۔ قاری محمد شفیع صاحب الہ آبادی (۶) قاری حامد فقیہ صاحب بھمڑدی۔

تلامذہ مدرسہ تجوید الفرقان لکھنؤ:

۱۔ حضرت مولانا قاری ریاست علی صاحب بحری آبادی: موصوف عالم و فاضل اور محقق قاری تھے، دار العلوم مئو ضلع اعظم گڈھ میں شیخ الحدیث، شیخ القرار اور صدر المدرسین تین مناصب جلیلہ پر فائز تھے، فن قرارت کی

بڑی خدمت کی، تاحیات تدریسی خدمات کے علاوہ ایک عمدہ کتاب "خلاصۃ التجوید" کے نام سے تصنیف کی تھی، جو ضلع اعظم گڑھ کے اکثر مدرسوں میں داخل درس ہے ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں بحری آباد ضلع غازی پور میں پیدا ہوئے اور ۲۱ر جنوری سنہ ۱۹۷۲ء کو ۷۲ سال کی عمر میں مئو میں وفات پائی۔

(۲) قاری ہدایت اللہ صدیقی صاحب۔ استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

(۳) قاری عظمت اللہ صاحب مہتمم مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ۔

(۴) قاری صبغۃ اللہ صدیقی صاحب مہتمم مدرسہ تجوید القرآن لکھنؤ۔

(۵) قاری عتیق الرحمٰن صاحب استاذ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

(۶) قاری محمد انس صاحب مدرسہ شاہی مراد آباد۔

(۷) قاری محمد اسمٰعیل صاحب صدر شعبۂ تجوید وقراءت مدرسہ ریاض العلوم گوریني۔ جون پور

ان حضرات کے علاوہ ایک جم غفیر نے آپ سے فن قراءت سیکھا اور ہندوستان کے گوشے گوشے میں اس فن کی خدمت انجام دے رہے ہیں

قاری صاحب زندگی بھر پڑھتے اور پڑھاتے رہے، زندگی کے اخیر دنوں میں جب جسم نحیف ولاغر ہوگیا تھا اور طالبان علم قراءت جوق در جوق

حصول علم کے لیے چلے آرہے تھے۔ ان دنوں میں بھی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا تھا، اور لیٹے لیٹے پڑھایا کرتے تھے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

قرات قرآن پاک

قاری محب الدین احمد صاحب کو اپنے والد ہی کی طرح علم قرات پر بڑا عبور حاصل تھا، اس فن میں امامت کے درجہ پر فائز تھے، قرآن پاک کی تلاوت میں خاص اہتمام فرماتے تھے، سادگی، شائستگی، بے جا کھینچ تان سے احتراز، اصول وقواعد کا پاس ولحاظ اور خوش ذوقی وخوش سلیقگی ان کی قرات قرآن کی اہم خصوصیات ہیں، سننے والے آپ کی قرات بہت شوق سے سنتے تھے، مولانا محمد عثمان معروفی صاحب لکھتے ہیں:

"آپ سادہ پڑھنے والے خوش الحان ماہر فن خاندانی قاری ہیں، آپ کی قرات سادگی کے باوجود ایسی پرکشش ہے کہ سامعین کو مسحور کر لیتی ہے"

(حالات المصنفین ص ۴۲)

امامت

امامت ایک بہت بڑا منصب ہے، جو سب کو نہیں ملتا، اور اگر نماز جمعہ کی امامت کسی کے ذمہ کی جاتی ہے تو وہ اس کی علوئے شان کا مظہر ہے، قاری صاحبؒ کو جامع مسجد الہ آباد کے امام وخطیب ہونے کا شرف بھی حاصل تھا، جو مولانا عبد الکافی صاحب

بانیٔ مدرسہ سبحانیہ الہ آباد کی وفات کے بعد آپ کے سپرد کیا گیا تھا۔

مدرسہ سبحانیہ کی تدریسی خدمت ختم کرنے کے بعد جب مدرسہ تجوید الفرقان لکھنؤ میں شیخ التجوید مقرر ہوئے تو وہاں شروع ہی سے جہری نمازوں کی امامت آپ ہی کے ذمہ تھی اور جب تک وہاں رہے اسے بحسن وخوبی نبھاتے رہے، اس کے علاوہ مسجد درگاہ شاہ عبدالرحمٰن کے امام وخطیب بھی رہے۔

تصانیف

قاری محب الدین احمد صاحب اگرچہ تاحیات درس وتدریس میں مصروف رہے، لیکن موقع بہ موقع تصنیفی کام بھی کرتے رہے، وقت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ نے علم قرارت میں نصف درجن کتابیں تصنیف کیں، بعض کتابوں کی شرحیں لکھیں اور کئی ایک کتابوں پر حواشی لکھے، ان کے حواشی کو بھی شرح ہی سمجھا جائے تو بہتر ہے، ذیل میں ان کی تصانیف اور حواشی وغیرہ کا مختصر تعارف کرایا جاتا ہے:

(۱) **معرفۃ الرسوم**: یہ کتاب اسم بامسمی ہے، چونکہ قاری کو رسم عثمانی کا جاننا نہایت ضروری ہے، اور قاری اس علم کو حاصل کیے بغیر مکمل قاری ہو ہی نہیں سکتا، اس لیے اردو داں طبقہ کے لیے ضرورت تھی کہ رسم الخط کی کوئی کتاب عام فہم زبان میں ہو، چنانچہ اسی ضرورت کے

پیش نظر اسے مرتب کیا گیا ہے، یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے اردو زبان میں واحد کتاب ہے، مدرسوں کے نصاب میں داخل ہے اور پڑھائی جاتی ہے۔

(۲) **جامع الوقف**: یہ کتاب بھی اسم بامسمّٰی ہے، اس میں علم وقف کے تمام اصول و قواعد مفصل بیان کیے گئے ہیں، اسے بھی یہ فخر حاصل ہے کہ اردو میں اپنے موضوع پر بہت جامع اور مکمل کتاب ہے

(۳) **معرفة الوقوف**: علم وقف میں مختصر مگر عمدہ کتاب ہے

(۴) **تنویر المرأة شرح ضیاء القراءة**: یہ ضیاء القراءۃ کی شرح ہے، ضیاء القراءۃ میں جو باتیں مبہم رہ گئی تھیں اسے قاری صاحب نے بڑے شرح و بسط کے ساتھ اس میں تحریر کیا ہے، یہ کتاب بہت مقبول ہے

(۵) **تحفة المبتدی**: اس میں ضیاء القراءۃ کی تلخیص پیش کیگئی ہے

(۶) **معرفة التجوید**: یہ چھوٹا سا کتابچہ ہے، یہ قاری صاحب کی آخری تصنیف ہے، جو بچوں کے لیے لکھی گئی ہے، مگر اس سے بچے بوڑھے اور جوان سب یکساں مستفید ہوتے ہیں، اس میں فن تجوید کے ابتدائی اصول و قواعد "قاعدہ" اور "فائدہ" کے تحت بیان کیے گئے ہیں، معرفۃ التجوید ایک ایسا کتابچہ ہے کہ اگر اس کے تمام قواعد و فوائد اچھی طرح ضبط و ذہن نشین کر لیے جائیں تو بعد کی کتابوں کی صرف ورق گردانی ہی ہے

کام چل جائے، ان کتابوں کے علاوہ آپ نے بہت سی کتابوں پر حواشی لکھے، ان کی فہرست یہ ہے:

۱۔ حاشیہ فوائد مکیہ موسوم بہ حواشی فوائد مرضیہ ۲۔ حاشیہ جمال القرآن۔ ۳۔ حاشیہ ضیاء القراءۃ ۴۔ حاشیہ نزہۃ القاری ۵۔ حاشیہ تجوید القرآن منظوم ۶۔ کاشف الابہام لحمزہ ہشام ۷۔ ضیاء البرہان ۸۔ قاعدہ تعلیم القرآن وغیرہ

وفات

حضرت قاری صاحب نے نصف صدی سے زائد قرآن پاک کی خدمت کی، زندگی کے اخیر دنوں میں بہت کمزور ہوگئے تھے، علاج کے سلسلے میں فیملی اسپتال دہلی گئے ہوئے تھے، وہیں یکم اگست ۱۹۸۲ء مطابق ۱۰ ارشوال ۱۴۰۱ھ کو انتقال کیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے قبرستان میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا، اللہ تعالیٰ اس خادم قرآن کی قبر کو نور سے بھر دے، اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

باب اوّل

فصل اوّل

استعاذہ، بسملہ، ترتیل اور وقف کے بیان میں

س : شروع قراءت اور شروع سورت کے حکم میں کیا فرق ہے؟

ج : شروع قراءت میں اعوذ باللہ ضروری ہے کیونکہ استعاذہ کا محل شروع قراءت ہے، اور شروع سورت میں بسم اللہ ضروری ہے، اسلیے کہ بسم اللہ کا محل شروع سورت ہے۔

س : شروع قراءت درمیان سورت کا کیا حکم ہے؟

ج : شروع قراءت درمیان سورت میں اعوذ باللہ ضروری ہے، اور بسم اللہ برکت کے واسطے پڑھ سکتے ہیں۔

س : شروع قراءت شروع سورت میں وصل اور فصل کے اعتبار سے وجوہ عقلیہ جائزہ کس قدر ہیں؟

ج : شروع قراءت شروع سورت میں وصل اور فصل کے اعتبار سے وجوہ عقلیہ جائزہ چار ہیں: (۱) وصل کل (۲) فصل کل (۳) وصل اول فصل ثانی، (۴) فصل اول وصل ثانی، اور یہ چاروں وجہیں جائز ہیں۔

س : شروع قراءت درمیان سورت میں بسملہ پڑھنے کی صورت میں جو وجہ ناجائز ہو وہ بیان کرو۔

ج : وصل کل اور فصل اول وصل ثانی ناجائز ہیں، اس لیے کہ اس وقت بسملہ قرآن پاک کے ایک جزء کی حیثیت سے نہیں رہتا بلکہ غیر قرآن کی حیثیت سے رہتا ہے، چنانچہ قرآن کا اتصال غیر قرآن سے جائز نہیں۔

س : شروع سورت، درمیان قرارت کا حکم بیان کرو؟

ج : شروع سورت میں بسم اللہ ضروری ہے سوائے سورۂ توبہ کے، شروع سورت درمیان قرارت میں اگر سورۂ توبہ شروع ہو تو اس کے شروع کرنے کے تین ۳ طریقے ہیں: (۱) وصل، یعنی ملا کر پڑھتا چلا جائے (۲) وقف یعنی رک جائے اور پھر شروع کرے تو بسملہ نہ پڑھے (۳) سکتہ، یعنی صرف تھوڑی دیر آواز بند کر دے اور سانس نہ توڑے، پھر پڑھتا چلا جائے، اور درمیان قرارت میں اعوذ باللہ کا محل ہی نہیں، اور اس صورت میں وصل اور فصل کے لحاظ سے چار صورتیں نکلتی ہیں جس میں تین صورتیں جائز ہیں: (۱) وصل کل (۲) فصل کل (۳) فصل اول وصل ثانی اور ایک صورت وصل اول فصل ثانی ناجائز ہے۔

س : شروع سورت درمیان قرارت میں کون سی وجہ ناجائز ہے؟

ج : شروع سورت درمیان قرارت میں وصل اول فصل ثانی ناجائز ہے، کیونکہ بسملہ کا محل شروع سورت ہے اور وصل اول فصل ثانی پڑھنے میں بسملہ کا تعلق ختم ہونے والی سورت سے ہو جاتا ہے اس وجہ سے ناجائز ہے،

س : درمیان قرارت میں سورۂ توبہ شروع کرنے کے طریقے بیان کرو؟

ج : درمیان قرارت میں سورۂ توبہ شروع کرنے کے تین طریقے ہیں (۱) وصل (۲) وقف (۳) سکتہ، لیکن ان تینوں طریقوں میں وقف اولیٰ ہے۔

س : ترتیل اور تجوید میں کیا فرق ہے؟

ج : ترتیل کہتے ہیں تجوید الحروف ومعرفۃ الوقوف (یعنی حرفوں کو مخرج اور صفات کے ساتھ ادا کرنے اور وقف کے قاعدے اور مواقع پہچان کر اس پر عمل کرنے) کو، اور تجوید کہتے ہیں مخرج اور صفات لازمہ وعارضہ کے ساتھ حرف ادا کرنے کو، تجوید ترتیل کا ایک جزء ہے۔

س : حرف کی تعریف اور تقسیم بیان کرو؟

ج : منھ کی وہ آواز جو کسی مخرج محقق یا مقدر پر اعتماد کرے اس کو حرف کہتے ہیں، اور اس کی تقسیم دو حصوں میں کی گئی ہے: (۱) اصلی، (۲) فرعی،

س : حفص رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتنے حرف فرعی ہیں؟

ج : حفص رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانچ حروف فرعی ہیں: (۱) ہمزہ مسہلہ، (۲) الف ممالہ، (۳) الف مفخمہ، (۴) رائے مرققہ (۵) اور وہ غنہ جو نون اور میم میں اخفاء یا ادغام ناقص کی حالت میں ہوتا ہے۔

س : وقف میں کن باتوں کا جاننا ضروری ہے؟

ج : وقف میں دو باتوں کا جاننا ضروری ہے: (۱) وقف کیسے ہوتا ہے،

اور (۲) وقف کہاں ہوتا ہے۔

س : جب تا مدورہ پر دو زبر ہوتے ہیں تو تنوین بحالت وقف الف سے کیوں نہیں بدلی جاتی؟

ج : تائے مدورہ کو بحالت وقف ہائے ساکنہ سے بدل کر پڑھا جاتا ہے، یہ ایک مستقل تائے مدورہ کا قاعدہ ہے، اس کا تعلق رسم خط سے ہے، اس کا جو قاعدہ ہے اسے اسی طرح پڑھنا چاہیے، ورنہ مقصد کے خلاف ہو جائیگا اور بعض جگہوں پر لحن جلی لازم آئے گی۔

س : وقف بالروم اور وقف بالاشمام موقوف علیہ منون اور ہائے ضمیر میں ہو سکتا ہے یا نہیں؟

ج : موقوف علیہ منون پر وقف بالروم اور وقف بالاشمام دونوں ہو سکتا ہے، البتہ وقف بالروم کی حالت میں تنوین ظاہر نہ ہوگی، اسی طرح ہائے ضمیر میں بھی روم اور اشمام جائز ہے، البتہ صلہ حذف ہو جائے گا۔

س : وقف اختیاری کے مواقع بیان کرو؟

ج : حسن قرآن کا لحاظ کرتے ہوئے جہاں چاہیں کر سکتے ہیں۔

س : وقف اور سکتہ، ابتداء اور اعادہ میں کیا فرق ہے؟

ج : وقف کہتے ہیں سانس اور آواز دونوں کو بند کر دینے کو، اور سکتہ کہتے ہیں صرف آواز بند کر دینے کو، اور ابتداء کہتے ہیں شروع کرنے کو اور اعادہ کہتے ہیں ماقبل یعنی ایک یا دو کلمہ پیچھے سے پڑھنے کو پس ان چاروں میں یہی فرق ہے

فصل دوم

مخرج، صفات اور تفخیم و ترقیق کے بیان میں

س : مخرج کی تعریف اور تقسیم بیان کرو۔

ج : جس جگہ سے حرف نکلتا ہے اس کو مخرج کہتے ہیں، اور اس کی دو ۲ قسمیں ہیں

(۱) محقق (۲) مقدر۔

س : مخرج محقق کسے کہتے ہیں؟

ج : منہ کی وہ آواز جو کسی خاص حصّہ پر ٹھہرے اس کو مخرج محقق کہتے ہیں۔

س : حلق اور شفت میں کتنے مخرج ہیں؟

ج : حلق میں تین ۳ مخرج ہیں اور شفت میں دو ۲ مخرج ہیں، پس دونوں کی مجموعی تعداد پانچ ۵ مخرج ہیں۔

س : ظار، ذال اور زار کا مخرج بیان کرو۔

ج : سرا زبان مع سرا ثنایا علیا مخرج ظار، ذال کا، اور نوک زبان مع سرا ثنایا علیا و سفلی مخرج زار کا۔

س : حرف متحرک کے مخرج معلوم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

ج : حرف متحرک کے بعد ہائے سکتہ لا کر ادا کیا جائے اور جہاں سے آواز اٹھے وہی اس کا مخرج ہوگا۔

س : صفت کی تعریف کیا ہے اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج : صفت حرف کی وہ حالت ہے جس سے مخرج کے کئی حروف آپس میں ایک دوسرے سے جدا اور ممتاز معلوم ہوتے ہیں اور جس سے حرف صحیح سختی، نرمی وغیرہ میں مثل انداز ادائے اہل عرب ہو جاتا ہے، اور اسکی دو قسمیں ہیں: (۱) عارضہ (۲) لازمہ۔

س : ہمس، جہر وغیرہ صفت کی قسمیں ہیں یا یہ خود صفت ہیں؟

ج : صفت ہیں، کیونکہ صفت کی قسمیں صفت ہی ہوتی ہیں۔

س : مہموسہ، رخوہ، مجہورہ، شدیدہ کا فرق بیان کرو؟

ج مہموسہ کی ادا کا خاصہ جریان نفس ہے اور رخوہ کی ادا کا خاصہ جریان صوت ہے، اور مجہورہ کی ادا کا خاصہ انحباس نفس ہے، اور شدت کی ادا کا خاصہ انحباس صوت ہے، پس ان صفتوں میں یہی فرق ہے۔

س : حرف زا، رکے صفات بیان کرو، اس میں سختی کیوں پائی جاتی ہے؟

ج : حرف زا، رکے اندر چھ۶ صفتیں پائی جاتی ہیں جہر۱، رخو۲، استفال۳، انفتاح۴، اصمات۵، صفیر۶، اور سختی بوجہ جہر کے پائی جاتی ہے۔

س : صفت عارضہ جو کسی صفت لازمہ کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں کس قدر ہیں؟

ج : دو۲ ہیں، پُر ہونا حروف استعلاء کی وجہ سے، اور باریک ہونا حروف استفال کی وجہ سے۔

س : الف، لام، را، میں کون سی صفت عارضہ پائی جاتی ہے؟

ج : عارض بالصفۃ، تفخیم اور ترقیق۔

س : رائے مشددہ موقوفہ کا حکم بیان کرو؟

ج : رائے مشددہ موقوفہ رائے ساکنہ کے حکم میں ہے۔

س : خُصَّ ضَغطٍ قِظْ کے حرفوں میں کوئی صفت عارضہ بھی پائی جاتی ہے یا نہیں؟

ج : ہاں! صفت عارضہ تفخیم پائی جاتی ہے۔

س : فِرْقَۃٍ میں صفت عارضہ کی کون سی قسم پائی جاتی ہے؟

ج : صفات عارضہ کی دوسری قسم عارض بالصفۃ تفخیم پائی جاتی ہے۔

س : رائے ساکنہ سے پہلے کسرہ ہو تو کن صورتوں میں راء پُر ہوگی؟

ج : رائے ساکنہ سے پہلے کسرہ ہو تو تین صورتوں میں راء پُر ہوگی:

(۱) رائے ساکنہ سے پہلے زیر ہو اور اس کے بعد اسی کلمہ میں حروفِ مستعلیہ ہو تو راء پُر ہوگی جیسے مِرْصَاد۔

(۲) رائے ساکنہ سے پہلے زیر عارض ہو تو راء پُر ہوگی جیسے اِرْجِعُوْا

(۳) رائے ساکنہ سے پہلے زیر کسی دوسرے کلمہ میں ہو تو راء پُر ہوگی، جیسے اَمِ ارْتَابُوْا۔

فصل ۳ سوم

مد کی تعریف، تقسیم، مقدار اور اظہار، ادغام، اخفا، غنہ کے بیان میں

س : مد صفات عارضہ کی کون سی قسم ہے ؟

ج : مد صفات عارضہ کی پہلی قسم عارض بالحرف ہے ۔

س : مد کے شرائط اور قسمیں بیان کرو ۔

ج : مد کے ۲ دو شرائط ہیں : (۱) ہمزہ (۲) سکون ، اور اس کی ۹ نو قسمیں ہیں : ۱ مد متصل ، ۲ مد منفصل ، ۳ مد لازم کلمی مثقل ، ۴ مد لازم کلمی مخفف ، ۵ مد لازم حرفی مثقل ، ۶ مد لازم حرفی مخفف ، ۷ مد عارض ، ۸ مد لین لازم ، ۹ مد لین عارض ۔

س : حرف مد اور حرف لین کے قصر میں کچھ فرق ہے یا نہیں ؟

ج : حروف مدہ زمانی ہوتے ہیں ، ان کی ادا میں زمانہ پایا جاتا ہے ، اور بقیہ حروف قریب آنی ہیں ، اس وجہ سے حرف لین کا قصر حروف مدہ سے کم ہوگا ۔

س : تجوید اور اظہار میں کیا فرق ہے ؟

ج : تجوید کہتے ہیں مخرج اور صفات لازمہ و عارضہ کے ساتھ حرف ادا کرنے کو ، اور اظہار کہتے ہیں مخرج اور صرف صفات لازمہ کے ساتھ حرف ادا کرنے کو ۔

س : جس مد میں توسط اور جس مد میں قصر ناجائز ہے ان مدوں کے نام بتاؤ ۔

ج : مد لازم میں توسط اور مد متصل میں قصر ناجائز ہے ۔

س : مد متصل میں کبھی طول بھی ہو سکتا ہے یا نہیں ، اس کے اور مد عارض کے

توسط میں کیا فرق ہے؟

ج : مدِ متصل پر جب وقف کریں گے تو طول جائز ہوگا اور مدِ عارض کے توسط کی مقدار دو الف، تین الف ہوگی اور اس مدِ متصل مدِ منفصل کی مقدار دو الف ڈھائی الف چار الف ہوگی

س : اظہار کو صفت عارضہ میں کیوں بیان کیا؟

ج : اظہار کو صفت عارضہ میں اخفاء، ادغام اور اقلاب کے مقابلہ میں بیان کیا ہے

س : ادغام کی تعریف اور شرط نیز قسمیں بیان کرو؟

ج : حرف ساکن کو حرف متحرک میں ملا کر مشدد پڑھنے کو ادغام کہتے ہیں، اور ادغام ہونے کی تین شرطیں ہیں: مدغم کا ساکن ہونا، مدغم فیہ کا متحرک ہونا، روایت سے ثابت ہونا اور ادغام کی تین قسمیں ہیں: ادغام مثلین، ادغام متجانسین اور ادغام متقاربین۔

س : اخفاء اور ادغام ناقص، اقلاب اور اخفاء میں کیا فرق ہے؟

ج : اخفاء اسے کہتے ہیں کہ نون کی ذات لفظ سے جاتی رہے، صرف صفتِ غنہ باقی رہے، اور ادغام ناقص کہتے ہیں مدغم کی کوئی صفت مدغم فیہ میں باقی رہے، ان میں یہی فرق ہے، اقلاب کہتے ہیں بدلنے کو، اور اخفاء کہتے ہیں ضعیف کرنے کو، ان میں یہی فرق ہے، ان چاروں صفتوں میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہے جن کی بنا پر یہ چاروں صفتیں اپنی اپنی جگہوں پر آتی ہیں۔

س : نون اور میم کے اخفاء میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

ج : ہاں فرق ہے، نون میں جو اخفاء ہوتا ہے اس میں نون کو پوشیدہ کرتے ہیں

اور میم میں جو اخفاء ہوتا ہے اس میں میم کو ضعیف کرتے ہیں اور یہی فرق ہے

س : لام تعریف کا حروف شمسیہ میں کون سا ادغام ہے ؟

ج : لام کے علاوہ لام تعریف کا ادغام حروفِ شمسیہ میں متقاربین ہوگا۔

س : فِيْ يَوْمٍ اور قَالُوْا وَهُمْ میں یاء، واؤ مثلین ہیں یا نہیں ؟ دونوں صورتوں میں ادغام کیوں نہیں ہوتا ؟

ج : فِيْ يَوْمٍ اور قَالُوْا وَهُمْ میں یا واؤ مثلین نہیں ہیں، اس لیے ادغام نہیں ہوگا، اور ادغام کی شرطیں بھی نہیں پائی جاتیں۔

س : غنہ حرف فرعی کب ہوتا ہے، اس کے مواقع بیان کرو۔

ج : نون اور میم جب اخفاء یا ادغام ناقص کی حالت میں اپنے مخرج سے نہیں ادا ہوتے تو غنہ فرعی ہوتا ہے۔

س : غنہ کو صفت عارضہ میں کیوں بیان کیا ؟

ج : غنہ چونکہ موقوف علی السبب ہے اس لیے اس کو صفات عارضہ میں بیان کیا۔

س : صفت عارضہ کی ادا تجوید میں داخل ہے یا تجوید سے خارج ؟

ج : صفت عارضہ کی ادا تجوید میں داخل ہے، اس کا تعلق علم قرارت سے ہے اس کو اصطلاحًا تجوید سے خارج نہیں کہا جاسکتا۔

باب دوم

فصل اوّل

اصطلاحاتِ وقف، وقف بہ لحاظ ادا، واصل و رسم و وصل کے بیان میں

س : ترتیل کس کو کہتے ہیں اور کس وقت مکمل ہوتی ہے ؟

ج : حرفوں کو ان کے مخارج وصفات کے ساتھ ادا کرنے اور وقف کے قواعد و مواقع پہچاننے کو ترتیل کہتے ہیں، اور صحیح مخارج وصفات کے ساتھ حرف ادا کرے اور وقف کے قواعد و مواقع کی رعایت کے ساتھ پڑھے تب ترتیل مکمل ہوتی ہے۔

س : علم وقف کا وجوب کہاں سے ثابت ہے ؟

ج : آیت کریمہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا سے ثابت ہے۔

س : علم وقف میں کن دو باتوں کا جاننا ضروری ہے ؟

ج : (۱) کیفیت وقف (۲) محل وقف۔

س : کیفیت وقف بہ لحاظ اصل کی صورتیں بیان کرو ؟

ج : کیفیت وقف بہ لحاظ اصل کی چار صورتیں ہیں : (۱) وقف بالسکون، (۲) وقف بالتشدید (۳) وقف بالاظہار (۴) وقف بالاثبات۔

س : وقف بالاسکان اور وقف بالسکون میں کیا فرق ہے ؟

ج : وقف بالاسکان متحرک حرفوں میں ہوتا ہے اور وقف بالسکون حرف ساکن پر ہوتا ہے

فصل دوم

وقف کی تعریف اور اس کے احکام کے بیان میں

س : وقف بالاظہار اور وقف بالاثبات کی تعریف کرو ؟

ج : حرف موقوف علیہ مدغم یا حرف مخفی واقع ہو خواہ اخفاء بالقلب ہو جیسے مِنۢ بَعْدِ یا بلا قلب جیسے مِنْ قَبْلِ وغیرہ تو اس کو وقف بالاظہار کہتے ہیں، اور حرف موقوف علیہ حرف مد واقع ہو تو اس کو وقف بالاثبات کہتے ہیں۔

س : وقف بالتشدید میں روم یا اشمام جائز ہے یا نہیں ؟

ج : وقف بالتشدید میں روم و اشمام جائز ہے اگرچہ منون ہو۔

س : لنحیی ؕ پر وقف موافق رسم ہوگا یا موافق وصل ؟

ج : لنحیی ؕ پر وقف موافق وصل ہوگا نہ کہ موافق رسم۔

س : رائے مشدّدہ پر وقف کیا جائے تو را پُر ہوگی یا باریک ؟

ج : رائے مشددہ موقوفہ پُر پڑھی جائے گی لیکن شرط یہ ہے کہ ماقبل کسرہ نہ ہو۔

س : مدمتصل وقفی اور مدلازم وقفی کی تعریف اور حکم بیان کرو ؟

ج : مدمتصل پر جب وقف کر دیا جائے تو اس کو مدمتصل وقفی کہتے ہیں، اسی طرح اگر مدلازم پر وقف کر دیا جائے تو اس کو مدلازم وقفی کہتے ہیں، مدمتصل وقفی میں بحالت روم صرف توسط ہوگا، اور قصر مع الروم جائز نہیں، اور مدلازم وقفی میں سکون وقفی کی وجہ سے بھی طول ہو سکتا ہے لیکن مدلازم کا طول اولیٰ ہے

فصل سوم

محل وقف کے بیان میں

س : محل اوقاف میں کس قسم کی رعایت کرنی چاہیے؟

ج : محل اوقاف میں رموز کے مراتب کا خیال کرنا چاہیے۔

س : وقف میں توقف اور تاخیر کس قدر ہونی چاہیے؟

ج : وقف میں توقف اور تاخیر صرف اتنی ہونی چاہیے کہ سانس بآسانی لی جاسکے اس کے خلاف جائز نہیں۔

س : وقف اضطراری کی تعریف اور مثال بیان کرو؟

ج : جو وقف بلا قصد واقع ہو اس کو وقف اضطراری کہتے ہیں جیسے فِیْ مَا میں فِیْ یا مَا پر، مثلاً ضیق نفس کی وجہ سے۔

س : وقف تام اور وقف کافی کی تعریف اور حکم بیان کرو۔

ج : ایسے کلمہ پر وقف کرنا جس کا مابعد سے تعلق لفظی و معنوی نہ ہو جیسے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اس کو وقف تام کہتے ہیں، وقف تام اکثر آیت پر ہوتا ہے اور کبھی آیت کے بعد ہوتا ہے، جیسے عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ پر اور ایسے کلمہ پر وقف کرنا جس کو مابعد سے معنوی تعلق ہو، لفظی تعلق نہ ہو، اس کو

وقف کافی کہتے ہیں، یہ کبھی آیت پر ہوتا ہے جیسے لَا یُؤْمِنُوْنَ ٥ اور کبھی آیت کے بعد ہوتا ہے، جیسے لَا رَیْبَ فِیْہِ، وقف تام اور وقف کافی پر وقف کرنے کے بعد اعادہ جائز نہیں ابتدا کرنا چاہیے۔

س وقف حسن اور وقف قبیح پر وقف اختیاری جائز ہے یا نہیں؟

ج وقف حسن پر وقف اختیاری بہتر نہیں اور وقف قبیح پر وقف اختیاری جائز نہیں۔

فصل چہارم

علامات وقف ووصل کے احکام کے بیان میں

س : آیت کے بعد علامت وقف واقع ہو تو کس پر ٹھہرنا چاہیے ؟

ج : علامت پر وقف کرنا بہتر ہے ۔

س : میم اور طا، کا حکماً فرق بیان کرو، ان پر وقف نہ کرنے میں کیا حرج ہے؟

ج : علامت 'مـ' یہ وقف لازم کی علامت ہے، اس لیے اس پر وقف نہ کرنے سے قباحت لازم آئے گی، اور علامت 'ط' یہ وقف مطلق کی علامت ہے، اس پر وقف کرنا بہتر ہے، تاکہ وصل کرنے سے اتصال کلام کا التباس نہ لازم آئے ۔

س : ز، ص، ق، قف، صل، صلے میں ہر ایک کا حکماً فرق بیان کرو ؟

ج : علامت 'ز' پر وقف کرنے کی اجازت دی گئی ہے، جب کہ علامت 'ج' وغیرہ نہ ہوں، اگر ہوں بھی تو دور ہوں کہ جہاں تک سانس نہ پہونچ سکے اور علامت 'ص' پر عند الضرورۃ وقف ہے، خواہ اضطراری ہو یا اتفاقی، اور علامت 'ق' قیل علیہ الوقف ہے، وقف کرے تو کوئی مضایقہ نہیں، اور علامت 'قف' یہ قد یوقف کا مخفف ہے، اس پر اگر

وقف ہوگیا تو کوئی مضایقہ نہیں البتہ وقف اختیاری بہتر نہیں اور علامت صل یہ
قد وصل کا مخفف ہے اس پر وصل ہی کرنا بہتر ہے، اور علامت صلے پر لفظی تعلق کی بنا
پر وصل ہی کرنا چاہیے اور اگر وقف کر دیا جائے تو اعادہ ضروری ہے۔

س: آیت لا اور صل پر وقف کرنے کے بعد ابتدا ہوگی یا اعادہ؟

ج: آیت لا پر وقف جائز ہے اور اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں، البتہ محل وقف نہ ہونے کی وجہ سے وصل بہتر ہے، اور علامت صل پہ وقف ضعیف ہے، اگر وقف کر دیا گیا تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔

س: وقف معانقہ کی تعریف اور اس کا حکم بیان کرو۔

ج: قرآن مجید کے حاشیہ پر جو مع لکھا رہتا ہے اور تین تین نقطے بنے رہتے ہیں اس کو وقف معانقہ کہتے ہیں اور اس کا حکم یہ ہے کہ (جو تین تین نقطے بنے رہتے ہیں) نہ دونوں پر ٹھہرے اور نہ دونوں پر وصل کر کے پڑھے، اس کے پڑھنے کے دو طریقے ہیں: (۱) وصل اول وقف ثانی، (۲) وقف اول وصل ثانی۔

فصلِ پنجم

سکتہ کی تعریف اور اس کے احکام کے بیان میں

س : سکتہ از قسم وقف ہے، اس کا مطلب بیان کرو ؟

ج : اس کا مطلب یہ ہے کہ کیفیت سکتہ کیفیت وقف کے حکم میں ہے، لہٰذا زیر اور پیش والی تنوین کو سکتہ میں حذف کر دینا چاہیے۔

س : سکتہ کرتے وقت پڑھنے والے کو کیا کرنا چاہیے ؟

ج : سکتہ کرتے وقت متحرک کو ساکن اور دو زبر والی تنوین کو الف سے بدل دینا چاہیے۔

س : آیات اور علامات وقف پر سکتہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

ج : آیات پر روایۃً سکتہ جائز نہیں، اور علامات وقف پر سکتہ ناجائز ہے، سوائے مِن مَّرقَدِنَا کے، اگر بلا لحاظ روایت آیت پر سکتہ کیا جائے تو کوئی مضایقہ نہیں، البتہ خلط فی الروایۃ لازم آئے گا۔

س : لفظ مِن مَّرقَدِنَا پر وقف ضروری ہے یا سکتہ ؟

ج : چونکہ اس جگہ وقف لازم ہے اس لیے وقف کرنا بمقابلہ سکتہ کے

زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے، اگر وقف نہ کیا گیا تو سکتہ کرنا واجب ہوگا۔

س : سکتہ میں کس قدر توقف اور تاخیر ہونی چاہیے؟ مفصل جواب تحریر کرو!

ج : سکتہ میں وقف سے کم تاخیر ہوگی، لیکن واضح رہے کہ وقف سے اتنی کم تاخیر نہ ہو کہ سامعین کو علم ہی نہ ہو سکے کہ سکتہ ہے یا وقف، سکتہ میں وقف سے زیادہ توقف و تاخیر جائز نہیں۔

فصل ششم

سکوت کی تعریف اور اس کے احکام کے بیان میں

س : سکوت اور سکتہ میں حقیقۃً کیا فرق ہے؟

ج : سکوت اور سکتہ میں حقیقۃً فرق یہ ہے کہ وقف کرنے کے بعد قرآنِ پاک کے متعلق کسی ضرورت سے ابتداء کرنے میں جو تاخیر ہو اس کو سکوت کہتے ہیں، اور سانس اس میں بند ہو جاتی ہے، بخلاف سکتہ کے کہ اس میں صرف آواز بند ہوتی ہے اور سانس جاری رہتی ہے۔

س : سکوت کی ضرورت اور محل بیان کرو؟

ج : کھانسی آتی رہے یا قرآن شریف بھول جائے تو قرآن پاک کھول کر دیکھنے لگے، یا وقف کرنے کے بعد تجوید و قرارت کے کسی مسئلہ کی طرف متوجہ ہو جائے، یا کسی آیت کا ترجمہ یا تفسیر وغیرہ بیان کرنے لگے، اور سکوت کا محل آیت ہے، سکوت علامتِ وقف پر بہتر نہیں، اور درمیانِ آیت یا موضع سکتہ پر سکوت جائز نہیں۔

س : سکوت کے بعد ابتدا کرتے وقت استعاذہ ہوگا یا نہیں؟

ج : سکوت کے بعد ابتدا کرتے وقت استعاذہ نہیں ہوگا، سکوت میں استعاذہ جائز نہیں۔

س : سکوت میں کس قدر تاخیر کی جاسکتی ہے؟

ج : سکوت کی کوئی حد مقرر نہیں، ہاں! زیادہ رکنا مناسب نہیں۔

س : کن باتوں سے سکوت کا حکم ساقط ہوتا ہے؟

ج : سکوت کرنے کے بعد فحش کلام نکل گیا، یا کسی اجنبی سے بات کرلیا، یا تقریر کرنا شروع کردیا، ان سب باتوں سے سکوت کا حکم جاتا رہتا ہے۔

فصل ہفتم

قطع کی تعریف اور اس کے احکام کے بیان میں

س : قطع کی تعریف اور صورتیں بیان کرو؟

ج : وقف کرنے کے بعد پھر نہ پڑھے، اس کو قطع کہتے ہیں اگرچہ پڑھنے کا ارادہ تھا، اور قطع کی دو صورتیں ہیں: (۱) قطع حقیقی (۲) قطع اتفاقی۔

س : قطع اتفاقی اور سکوت میں کیا فرق ہے؟

ج : قطع میں پڑھنے کا ارادہ بالکل نہیں ہوتا، اور سکوت میں بخلاف قطع کے پڑھنے کا ارادہ رہتا ہے۔

س : پڑھتے پڑھتے سجدۂ تلاوت ادا کیا گیا تو یہ قطع ہوگا یا سکوت؟

ج : قطع ہوگا، سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد پڑھنا شروع کرے تو استعاذہ کرنا چاہیے۔

س : قطع حقیقی اور قطع اتفاقی کے محل بیان کرو؟

ج : قطع حقیقی کا محل ختم منزل، ختم سورہ، ختم پارہ، نصف ربع رکوع وغیرہ ہے، اور قطع اتفاقی کے لیے اصل محل دو ہیں: رکوع[۱] اور آیت[۲]۔

س : قطع کرتے وقت کس قسم کے الفاظ ادا کرنا بہتر ہے؟

ج : اس قسم کے کلمات یہ ہیں: صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

ختم شدہ

ہماری مطبوعات

درسی کتب

قاعدہ بغدادی باتصویر رنگین ۱۶ صفحات سہ رنگا ورق	۸/=
دانش قاعدہ رنگین	۱۰/=
ہماری زبان قاعدہ	۴/۵۰
" " اول	۷/=
" " دوم	۱۱/=
" " سوم	۱۲/=
" " چہارم	۱۳/=
" " پنجم	۱۵/=
آدرش بال پوتھی پرائمر	۶/=
" " اول	۶/۵۰
" " دوم	۷/=
" " سوم	۷/=
دانش آسان حساب (رنگین)	۵/=
تحفۂ ریاضی اول	۹/=
" " دوم	۸/=
" " سوم	۸/=
" " چہارم	۸/=
مہذب سماج اول	۶/=
" " دوم	۸/۵۰

مہذب سماج سوم	۱۰/۵۰
دانش خوشخطی اول	۴/=
" " دوم	۴/=
" " سوم	۴/=
" " چہارم	۴/=
سائنس کی باتیں اول	۵/=
" " دوم	۶/=
" " سوم	۷/۵۰
" " چہارم	۹/=
آئینۂ اسلام اول	۶/=
" " دوم	۹/=
" " سوم	۹/=
" " چہارم	۱۵/=
اردو خطوط نویسی باتصویر	۶/۵۰
اردو خطوط نویسی انشاء	۱۰/=
فن خطوط نگاری	۶/=
زنانہ خطوط نویسی	۶/=
شمس القواعد	۶/=
آسان اصطلاحات جغرافیہ رنگین	۵/۵۰
آسان اصطلاحات جغرافیہ کالی	۳/۵۰
ہمارا جغرافیہ اترپردیش	۱۲/=
ہمارا جغرافیہ بستی	۷/=

ہمارا جغرافیہ فیض آباد	۶/=
" " بہرائچ	۸/=
" " دیوریا	۱۰/=
" " بارہ بنکی	۷/=
" " جونپور، گورکھپور	۸/=
" " لکھنؤ، سیتاپور	۸/=
" " سلطانپور	۶/=
" " بنارس	۱۳/=
" " گونڈہ	۱۰/=
رہبر کامل صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵/=
ہمارا گھر	۳۴/=
شمع ادب اول	۱۴/=
" " دوم	۱۴/=
" " سوم	۱۴/=
" " چہارم	۲۸/=
" " پنجم	۳۰/=
ادب شناس اول	۲۵/=
" " دوم	۳۰/=
" " سوم	۳۰/=
منتخب افسانے	۲۸/=

دانش بک ڈپو ٹانڈہ
ضلع فیض آباد (یو.پی)